میں دو چار منٹ تو رکا مگر پھر وہاں سے نکل کر فیری کے عرشے پر چلا گیا۔ شور شرابے سے جان چھوٹی۔ بہت خوب نظارہ تھا۔ دریا کے دونوں طرف روشنیوں سے سجی ہوئی عمارات تھیں اور ان کا عکس پانی میں ارتعاش سے ہم آہنگ ہو کر اٹھکیلیاں کر رہا تھا۔ یہ رقص نچلی منزل پر برپا طوفان بدتمیزی سے کہیں زیادہ دلفریب تھا۔ دھیمی دھیمی پر سرور ہوا چل رہی تھی۔ موسم میں ٹھنڈک تھی مگر بھلی محسوس ہو رہی تھی۔ عرشے پر کم ہی لوگ تھے۔ زیادہ تر نچلی منزل میں برپا محفل کا مزہ لوٹ رہے تھے۔

اچانک میری نظر ڈاکٹر عاشق پر پڑی۔ وہ ایک کونے میں ہجوم سے الگ تھلگ تھے۔ مگر اکیلے نہیں۔ ان کے ساتھ ایک اردنی لڑکی بھی تھی جوان سے عمر میں کم از کم بیس سال چھوٹی تھی۔ وہ کافی دیر گپ شپ میں مصروف رہے۔ میرے سلام کا بھی واجبی سا ہی جواب دیا۔ میں نے انہیں نچلی منزل پر جانے کی ترغیب دلائی مگر کہاں۔ وہ اس وقت ساتویں آسمان پر تھے۔ دنیاوی رنگینیاں ان کے لئے کیا اہمیت رکھتی تھیں۔

اگلے دن بھی ان کی دوستی کے مظاہر سر عام تھے۔ اس وقت تو میں نے خیال کیا کہ ڈاکٹر صاحب ٹھرک جھاڑ رہے ہیں اور وہ لڑکی بھی کہ دیکھنے میں ہرگز چاند وغیرہ کو نہیں شرماتی تھی وقت گزار

رہی ہے۔مگر جب دوسال بعد میں اسی سلسلہ کی اگلی کانفرنس میں شرکت کرنے اربد، اردن گیا تو حیرت زدہ رہ گیا۔

وہ لڑکی کہ اردن اس کا وطن تھا وہیں موجود تھی اور ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔جیسے ہی اس کی نظر مجھ پر پڑی عقاب کی طرح جھپٹی۔میں اس حملے سے بوکھلا گیا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے سنبھل گیا۔

چھوٹتے ہی سوال پوچھا:

'ڈاکٹر عاشق کہاں ہے۔کیا وہ نہیں آیا۔'

اس کا خیال تھا کہ شاید پاکستان میں ہم ایک ہی جگہ سے تعلق رکھتے تھے۔اس کے سوال میں بہت اشتیاق اور امید تھی۔

مجھے سچ بولنا پڑا:

'مجھے علم نہیں۔مگر غالباً نہیں آیا ورنہ نظر آجاتا۔'

اس پر منوں پانی پڑ گیا اور انتہائی افسردہ اور مایوس چہرہ لے کر واپس چلی گئی۔

سمجھ میں نہ آیا کہ اس عفیفہ کو ڈاکٹر عاشق میں کیا نظر آیا۔تقریباً اس کے باپ کی عمر، چھوٹا قد، معنک چہرہ، مردانہ وجاہت نام کی کوئی چیز نہیں۔کیا کہا جا سکتا ہے سوائے اس کے کہ:

'عشق نہ جانے دین دھرم تے عشق نہ پچھے ذات'

یقیناً ڈاکٹر صاحب نے اسے کوئی سبز باغ دکھائے ہوں گے جواب تک اس کی نظروں میں تھے اور وہ انہیں ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔

آدھ گھنٹہ عرشہ پر گزارنے کے بعد میں نے سوچا کہ ناچ گانا ختم ہو گیا ہوگا۔نیچے چلنا چاہئے۔لوگ واپس جانے کی تیاری کر رہے ہوں گے۔

جیسے ہی میں عرشہ کی سیڑھیاں اترا میں نے ایک طرف ایک لڑکے کو عجیب ہیئت میں بیٹھے دیکھا۔ سر پر پگڑی سی تھی اور جسم پر کھلا لباس۔ میں نے اچٹتی سی نگاہ ڈالی اور آگے نکل گیا۔ یہ نہیں پتہ تھا کہ اس نے تھوڑی دیر بعد محفل لوٹ لینی ہے اور ہمیشہ کے لئے ذہن میں ایک انمٹ یاد چھوڑ جانی ہے۔

وہ طوفان بدتمیزی ختم ہو چکا تھا اور دھیمے سروں میں عربی موسیقی بج رہی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد ہلچل شروع ہوگئی اور کئی لڑکے ہاتھوں میں دف تھامے اپنی مخصوص سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ جیسے ہی انہوں نے اپنے سر سیدھے کئے وہی لڑکا جسے میں نے سیڑھیوں کے قریب دیکھا تھا سٹیج پر آ گیا اور بہت تیزی سے گھومنے لگا۔ اس کے گھومنے کی رفتار کسی بھی ڈانسر سے جسے میں نے فلموں میں دیکھا تھا، کہیں زیادہ تھی۔

اتنی تیزی سے گھومنے کی وجہ سے اس کا فراک نما لباس ایک اڑن طشتری کی طرح پھیل گیا۔ ٹانگوں پر اس نے سفید شلوار نما لباس پہنا ہوا تھا۔ سر پر پگڑی تھی جو مختلف رنگوں سے مزین تھی۔ دھڑ پر بغیر بانہوں والی واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔ جو پگڑی ہی کی طرح سجی ہوئی تھی۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا میری حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔ تین چار منٹ تو ہو چکے تھے اور وہ مسلسل اسی رفتار سے گھوم رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اب یہ تماشا کچھ دیر میں ختم ہو جائے گا۔ مگر یہ تو ابتدا تھی۔

اس نے گھومتے گھومتے ایک بٹن کھولا تو وہ گھیرے والا کپڑا جو فراک نما تھا اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ مگر ساتھ اس کے نیچے پہنا ہوا دوسرا کپڑا اسی طرح اڑن طشتری کے انداز میں گھومنے لگا۔

اس نے اتارے ہوئے کپڑے کو لپیٹ کر ایسا بنا دیا جیسے کوئی بچہ لپٹا ہوا ہو۔ اس دوران وہ مسلسل گھومتا رہا اور ایک لمحہ کا بھی توقف نہیں کیا۔ پھر وہ گھومتے ہوئے ناظرین کے درمیان آ گیا اور چکر لگاتا رہا۔ پھر اسی طرح گھومتے ہوئے وہ زمین پر بیٹھ گیا اور مزید کئی منٹ گھومتا رہا۔ کم از کم دس منٹ بعد وہ آہستہ ہونا شروع ہوا اور آخرکار ساکت ہو گیا۔

واہ کیا کمال تھا اور کیا مہارت تھی۔ وہ جب سیڑھیوں کے پاس سر جھکائے بیٹھا تھا تو توانائی کو ایک مرکز پر اکٹھا کر رہا تھا۔ اسے جتنی بھی داد ملتی کم تھی اور لوگوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر کئی منٹ تک تالیاں بجاتے رہے۔

پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ روایتی مصری رقص تنورا (Tanoura) تھا۔

اس کے ساتھ ہی واپسی کا اعلان ہو گیا اور ایک یادگار شام گزارنے کے بعد ہم اپنے اپنے ٹھکانے پہنچے۔